روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

جمعہ 17 جنوری 2014ء 15 ربیع الاول 1435 ہجری 17 صلح 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 14

گر کرے معجز نمائی

قبضہ تقدیر میں دِل ہیں اگر چاہے خُدا
پھیر دے میری طرف آجائیں پھر بے اِختیار

گر کرے مُعجز نُمائی ایک دَم میں نرم ہو
وہ دِل سنگیں جو ہووے مثلِ سنگِ کوہسار

(درثمین)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ 12 فروری 2010ء میں فرماتے ہیں۔

ملک صلاح الدین صاحب، مولانا بقاپوری صاحب جوحضرت مسیح موعود کے (رفیق) تھے کے بارہ میں اپنی روایت میں لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سندھ کے علاقہ میں (-) مشن قائم فرمایا۔ مولانا بقاپوری صاحب کواس علاقہ میں امیر (-) مقرر فرمایا۔ اس وقت سنجوگی قوم میں جوسندھ میں ایک لاکھ کے قریب ہے آریہ قوم نے ملکانوں کی طرح ارتداد کا جال پھیلا دیا تھا۔ مولانا صاحب محنت کر کے چند ماہ میں سندھی کی چند کتابیں پڑھ کرتقریر کرنے کے قابل ہوگئے۔ (اب یہ بھی اس زمانہ میں ان لوگوں کی بڑی ہمت اور محنت اورشوق تھا کہ چند مہینے میں سندھی زبان بھی سیکھ لی اور تقریر کرنے کے قابل بھی ہوگئے۔) اور اولاً سب علاقہ میں آریہ سماجیوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔ جس جگہ یہ لوگ سادہ لوح سندھیوں کوورغلا کرارتداد پرآمادہ کرتے مولانا صاحب وہاں پہنچ کرانہیں (-) پر پختہ کرتے۔ اس طرح شب وروز کی ایک لمبی جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ سات آٹھ ماہ میں ہی سنجوگی قوم جوتھی اس سے آریہ سماج مایوس ہوگئے اور ارتداد کی یہ آگ بھی سرد ہوگئی۔

لیکن پھر دوسرے سال یہ واقعہ ہوا کہ 1924ء میں علماء، امراء، فقراء یہ تینوں مل کرمولوی صاحب کے مقابلے پر کھڑے ہوگئے اور جا بجا مباحثات شروع ہوگئے اور مولانا بقاپوری صاحب اکیلے ہوتے تھے اور غیر احمدی علماء کافی تعداد میں آتے تھے۔ بعض دفعہ کہتے ہیں کہ درجن تک ہوجاتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ آپ ہی کوغلبہ ہوتا۔ نتیجۃً احمدیت کی طرف لوگوں کی توجہ اور بڑھتی گئی۔ ...... اس وجہ سے سندھ میں بعض مقامات پر جماعتیں بھی قائم ہوگئیں۔ پھر مزید لوگ باتیں سننے لگے۔ دلچسپی پیدا ہوئی تو علماء پر بھی رعب پڑ گیا اور مولوی بقاپوری کا نام لے کر کہتے تھے کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اس سے جوشریف لوگ تھے ان کی مزید توجہ پیدا ہوئی۔ بہت سے افراد کواللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ 1928ء میں باوجود علالت کے وہ مختلف شہروں میں جا کے (-) کر رہے تھے تو اس وقت سندھی احمدیوں کی صرف ایک جماعت تھی جودو چار خاندانوں پر مشتمل تھی لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے 50 جماعتیں وہاں قائم ہوگئیں۔) مولانا بشارت بشیر صاحب بھی لکھتے ہیں کہ سنجوگی قوم نے قبول (-) کے بعد...... اقارب سے رشتے ناطے جاری رکھے اور یہی وجہ ان کے ایمان کی کمزوری کی ہوئی۔ بعد میں پھر آہستہ آہستہ وہ احمدیت سے بھی اور (-) سے بھی دور ہٹتے چلے گئے ......۔

پھر کہتے ہیں کہ مولانا صاحب کوعلم ہوا کہ لاڑکانہ کے قریب ایک شہر میں شدھی ہونے والی ہے۔ تو آپ وہاں پہنچے اور (-) حافظ گوکل چند نامی کوجورئیس اور وہاں کے (-) نمبر دار تھے، انہیں سمجھایا۔ کہنے لگے (-) نے ہماری مدد نہیں کی۔ اب ہندوؤں سے عہد ہو چکا ہے پرسوں سارا شہر جوہے وہ ہندو ہو جائے گا۔ پھر انہوں نے مولوی صاحب کوکھانے کے لئے کہا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا مَیں تمہاری روٹی ہرگز نہیں کھاؤں گا اور ساتھ ہی زار زار رونا شروع کر دیا۔ اس سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ پھر باتیں کرنے لگے۔ آپ کوکھانا کھانے کوکہا آپ نے پھر انکار کر دیا اور آنسو جاری رہے۔ تورئیس نے کہا کہ عہد توڑنا تو جرم ہے، گناہ ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ایمان سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ تو یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی اور اس نے کہا کہ ہم ہرگز شدھ نہیں ہوں گے اور ہم خط بھجوا دیتے ہیں کہ وہ ہرگز نہ آئیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ پہلے آپ خط لکھیں۔ پھر مَیں کھانا کھاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے خط لکھوایا کہ (-) ایک زندہ مذہب ہے اور ہم تمہیں بھی اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی اپنا مذہب نہیں چھوڑے گا اور اگر کسی نے دوبارہ آنے کی کوشش کی تو بہت ذلیل ہوگا۔ اس کے بعد پھر آپ نے کھانا کھایا اور آریہ وہاں بھی ناکام ہوئے اور بڑے تلملائے۔

(ماخوذ از رفقاء احمد جلد 10 صفحہ 236,234۔ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ) (الفضل 30 مارچ 2010ء)

ٹائم ٹیبل وعدہ جات

تحریک جدید

تحریک جدید کے ایک سال نو کا اعلان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا:۔

’’میں تحریک جدید کے نئے سال کے چندہ کا اعلان کرتا ہوں اور تحریک کرتا ہوں کہ دوست زیادہ سے زیادہ اس میں چندہ لکھوائیں اور پھر اسے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں تاکہ پچھلا بوجھ بھی اترے اور آئندہ سال (دعوت الی اللہ) کا کام بہتر طور پر ہوسکے اور خدام اور انصار کے ذمہ لگاتا ہوں کہ وہ سارے دوستوں میں تحریک کر کے زیادہ سے زیادہ وعدے جلد از جلد بھجوائیں اور خدا کرے کہ نومبر کے آخر تک ان کے وعدوں کی لسٹیں پورا کرنے کی توفیق مل جائے اور دسمبر کے آخر (بعد میں جنوری کے آخر کی مدت مقرر ہوگئی) میں تحریک جدید یہ اعلان کر سکے کہ اس کی ضرورتیں پوری ہوگئی ہیں۔‘‘

(سبیل الرشاد صفحہ 210)

اس ٹائم ٹیبل کی رو سے نومبر، دسمبر اور جنوری تین ماہ وعدوں کی تکمیل اور پھر باقی حصہ وصولی کی تکمیل کا ٹائم ٹیبل ہے۔ اس ضمن میں تمام سیکرٹریان تحریک جدید سے گزارش ہے کہ اپنے حلقہ / جماعت کے وعدہ جات 31 جنوری 2014ء تک وکالت مال اول تحریک جدید بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ صدران / امراء اس امر کی نگرانی فرمائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

ان جوابات کے سوالات مورخہ 28 دسمبر 2013ء کے روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں

خطبہ جمعہ 13 دسمبر 2013ء

س: حضرت مسیح موعود نے اپنی تعلیم میں ہماری اصلاح کے لئے کیا بیان فرمایا ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود نے اپنی تعلیم میں ہماری اصلاح کے لئے بڑا واضح فرمایا ہے کہ ”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے، وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔“

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

س: حضور انور نے حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد قرآنِ کریم کی حکومت کو ہم پر لاگو کروانا تھا اُسے قائم کرنا تھا اور آنحضرت ؐ کے اُسوۂ حسنہ اور آپ کی سنت پر ہمیں چلانا تھا۔

س: کسی بھی چیز کی اصلاح کب ہوسکتی ہے؟

ج: فرمایا! کسی بھی چیز کی اصلاح تبھی ہوسکتی ہے۔ جب اس کمی کی وجوہات معلوم ہوں اسباب معلوم ہوں۔ تا کہ اُن وجوہات کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر وجہ قائم رہے تو عارضی اصلاح کے بعد پھر برائی عود کرے گی۔

س: حضرت مصلح موعود کے طریق تحریر وتقریر کے ضمن میں کیا بیان فرمایا؟

ج: حضرت مصلح موعود کا طریق تحریر اور تقریر کی یہ خوبی ہے کہ ممکنہ سوال اُٹھا کر اُن کا حل بھی مثالوں سے بتاتے ہیں۔ قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود کے کلام کی روشنی میں جس طرح آپ مسئلے کا حل بتاتے ہیں، اس طرح اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔

س: اعمال کی اصلاح میں جو چیزیں روک بنتی ہیں ان میں سے پہلی چیز کون سی ہے؟ نیز اس بارے میں حضرت مسیح موعود کا فرمان درج کریں؟

ج: فرمایا! اعمال کی اصلاح کے بارے میں جو چیزیں روک بنتی ہیں یا اثر انداز ہوتی ہیں اُن میں سے سب سے پہلی چیز لوگوں کا یہ احساس ہے کہ کوئی گناہ بڑا ہے اور کوئی گناہ چھوٹا اور یہی بات ہے جو عملی اصلاح میں روک بنتی ہے۔ اس سے انسان میں گناہ کرنے کی دلیری اور جرأت پیدا ہوتی ہے۔ برائیوں اور گناہوں کی اہمیت نہیں رہتی۔ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ چھوٹا گناہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یا اس کی سزا اتنی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ”اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اُس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اگر اُس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دُکھ نہ اُٹھایا جاوے، بیمار اچھا نہیں ہوسکتا۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 7)

س: اس الزام کا حضور انور نے کیا جواب دیا کہ جماعت احمدیہ جہاد نہیں کرتی؟

ج: فرمایا! جہاد کی نیکی کے بارے میں یہ بھی بتا دوں۔ ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ جہاد نہیں کرتے۔ اُس زمانے میں چونکہ دین حق پر حملے کے طریق بدل گئے۔ تلوار سے حملہ نہیں کیا جاتا بلکہ لٹریچر، پریس، میڈیا اور مختلف ذرائع سے حملہ ہوا ہے۔ اس لئے اب جو نیکی اور جائز جہاد ہے وہ قرآنِ کریم کی تعلیم کو پھیلانے کا جہاد ہے علم کا جہاد ہے، پریس، میڈیا اور لٹریچر کے ذریعہ دین حق کی خوبصورت تعلیم کو پھیلانے کا جہاد ہے۔ اشاعتِ لٹریچر اور دعوت الی اللہ کی سرگرمیوں کیلئے مالی قربانی کا جہاد ہے۔

س: انسان بدیوں سے رکنے اور نیکیاں کرنے کی توفیق کس طرح پا سکتا ہے؟

ج: فرمایا! ہمیشہ ہمارے سامنے یہ بات رہنی چاہئے کہ بڑی بدیاں وہی ہیں جن کے چھوڑنے پر انسان قادر نہ ہو اور وہ انسان کی عادت میں داخل ہوگئی ہوں اور بڑی نیکیاں وہی ہیں جن کو کرنا انسان کو مشکل لگتا ہو۔ یعنی بہت سی بدیاں ایک کے لئے بڑی ہیں اور دوسرے کے لئے چھوٹی اور بہت سی نیکیاں ایک کے لئے بڑی نیکی ہے اور دوسرے کے لئے چھوٹی۔

س: حضور انور نے ہمیں اپنی اصلاح کا کیا بنیادی طریق بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! اگر ہم نے اپنی عملی اصلاح کرنی ہے تو سب سے پہلے اس خیال کو دل سے نکالنا ہوگا کہ مثلاً زنا، قتل، چوری اور غیبت بڑے گناہ ہیں اور ان کے علاوہ جتنے گناہ ہیں، چھوٹے گناہ ہیں۔ پس اس خیال کو دل سے نکالنا ضروری ہے اور اس خیال کو بھی دل سے نکالنا ہوگا کہ روزہ، زکوۃ، حج بڑی نیکیاں ہیں اور اس کے علاوہ جتنی نیکیاں ہیں چھوٹی نیکیاں ہیں۔ اگر یہ خیال دل سے نہیں نکالتے تو ہمارا عملی حصہ کمزور رہے گا۔ اگر ہم نے اپنی اصلاح کرنی ہے تو ہمیشہ یہ بات سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہر نیکی کو اختیار کرنے اور ہر بدی سے بچنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جھوٹ بولتا ہے، غیبت کرتا ہے، گالی دیتا ہے، خدا تعالیٰ کے نزدیک اُس کا روزہ روزہ نہیں ہے، وہ صرف بھوکا پیاسا رہتا ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور)

س: نیکیوں کے حصول اور بدیوں کے ارتکاب سے بچنے کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! چھوٹی نظر آنے والی نیکیاں عدم توجہ کی وجہ سے بڑی نیکیوں سے بھی محروم کر دیتی ہیں اور اکثر معمولی نظر آنے والی بدیاں روحانیت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے طہارت اور پاکیزگی کے انعام سے انسان محروم رہ جاتا ہے۔

س: معاشرے میں سے بدیوں کا خاتمہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

ج: فرمایا! بدیوں کا خاتمہ تبھی ہوسکتا ہے جب سب مل کر بھرپور کوشش کریں۔ ایک معاشرہ ہے، جماعت ہے پھر جماعت کا ہر فرد جو ہے وہ اس کے لئے کوشش کرے۔ بدیاں تبھی ختم ہوں گی جب سب کی سوچ کا دھارا ایک طرف ہو۔ برائیوں کو روکنے اور نیکیوں کو قائم کرنے کے لئے معاشرے کے ہر فرد کے احساس کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ معمولی نیکی بھی بڑی نیکی ہے اور معمولی بدی بھی بڑا گناہ ہے۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک میں یہ احساس پیدا نہیں ہوگا اور اُس کے لئے کوشش نہیں ہوگی۔ معاشرے میں بدیاں قائم رہیں گی اور عملی اصلاح میں روک بنتی رہیں گی۔

س: اعمال کی اصلاح کے حوالہ سے ”ماحول“ اور ”نقل“ کا بچوں پر کیا اثر ہوتا ہے؟

ج: فرمایا! اعمال کی عدم اصلاح میں جو دوسری وجہ ہے، وہ ماحول ہے یا نقل کا مادّہ ہے۔ یہ نقل اور ماحول کا ہی اثر ہے کہ انسان زبان سیکھتا ہے اپنے ماں باپ سے، یا باقی کام سیکھتا ہے، اچھی باتیں سیکھتا ہے، اچھی باتیں سیکھ کر بچہ اعلیٰ اخلاق والا بنتا ہے۔ ماں باپ نیک ہیں نمازی ہیں قرآن پڑھنے والے ہیں اُس کی تلاوت کرنے والے ہیں آپس میں پیار اور محبت سے رہنے والے ہیں جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہیں تو بچے بھی اُن کے زیر اثر نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔ لیکن اگر جھوٹ، لڑائی جھگڑا، گھر میں دوسروں کا استہزاء کرنے کی باتیں جماعتی وقار کا بھی خیال نہ رکھنا یا اس قسم کی برائیاں جب بچہ دیکھتا ہے تو اُس نقل کی فطرت کی وجہ سے یا ماحول کے اثر کی وجہ سے یہی برائیاں وہ سیکھتا ہے پھر۔ باہر جاتا ہے تو ماحول میں، دوستوں میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے بار بار میں والدین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے بچوں کے گھر کے اور باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھا کریں۔

س: بچوں کی تربیت کی انتہائی اہم عمر کون سی ہے؟

ج: فرمایا! بچوں کی تربیت کی عمر انتہائی بچپن سے ہی ہے۔ یہ خیال نہ آئے کہ بچہ بڑا ہوگا تو پھر تربیت شروع ہوگی۔ ماں باپ کو کبھی یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ ابھی بچہ چھوٹا ہے اُسے کیا پتا؟ اُسے ہر بات پتا ہوتی ہے اور بچہ ماں باپ کی ہر حرکت دیکھ رہا ہوتا ہے اور لاشعوری طور پر اُس کے ذہن میں بیٹھ رہی ہوتی ہے۔ اور ایک وقت میں آ کے پھر وہ اُن کی نقل کرنا شروع کر دیتا ہے۔

س: اولاد کی اصلاح کا معیار بلند کرنے کے لئے والدین کو کیا نصیحت فرمائی؟

ج: فرمایا! اگر حقیقی عملی اصلاح کرنی ہے اپنی نسل کی، اپنی اولاد کی، تا کہ آئندہ عملی اصلاح کا معیار بلند ہو تو ماں باپ کو اپنی حالت کی طرف بھی نظر رکھنی ہوگی۔ اور اپنی دوستیاں ایسے لوگوں سے بنانے کی ضرورت ہوگی جو عملی لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ اگر بچے کو نیک ماحول میں رکھ دیں گے تو نیک کام کرتا چلا جائے گا۔ اگر برے ماحول میں رکھ دیں گے تو برے کام کرتا چلا جائے گا۔ پس ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے عمل سے بچوں کو بھی نمازی بنائیں، سچ پر قائم کریں اور دوسرے اعلیٰ اخلاق بھی اُن کے سامنے رکھیں تا کہ وہ بھی اُن اخلاق کو اپنانے والے ہوں۔ جھوٹی قسمیں کھانے سے اپنے آپ کو بھی بچائیں تا کہ بچے بھی بچ سکیں۔

س: ”عقیدہ“ اور ”عمل“ کی توضیح بیان کریں؟

ج: فرمایا! حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ”عمل چونکہ نظر آنے والی چیز ہے اس لئے لوگ اُس کی نقل کر لیتے ہیں اور یہ بیج پھر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ لیکن عقیدہ چونکہ نظر آنے والی چیز نہیں اس لئے وہ اپنے دائرے میں محدود رہتا ہے۔ عقیدہ ایک پیوندی درخت ہے (درخت کو جس طرح پیوند لگائی جائے تو پھر اُس سے نئی شاخ پھوٹتی ہے نئی قسم کا پھل نکل آتا ہے) اُسے خاص طور پر لگایا جائے تو لگتا ہے لیکن عمل کی مثال تخمی درخت کی سی ہے۔ (یعنی جو بیج سے پھیلتا ہے) آپ ہی آپ اس کا بیج زمین میں جڑ پکڑ کر اُگنے لگ جاتا ہے۔ (جب بھی موسم سازگار ملتا ہے)

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 350)

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں کس کی نماز جنازہ کا تذکرہ فرمایا؟

ج: مکرم خالد احمد البراقی صاحب مرحوم آف سیریا جو انجنیئر تھے اور 37 سال ان کی عمر تھی۔ آپ کی 28/ اکتوبر 2013ء کو وفات ہوئی تھی۔

ختم قرآں

ہے آج ختم قرآں نکلے ہیں دل کے ارماں
تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قرباں
اے میرے رب محسن کیونکر ہو شکر احساں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم محمود احمد انیس صاحب۔ یو کے

احمدیت کا رشتہ۔ جو ہر رشتہ سے بالاتر ہے

حضرت مسیح موعود نے بیعت کی شرائط میں ’’عقد اخوت‘‘ کو نبھانے کا بھی عہد لیا ہے۔ جیسا کہ دسویں شرط بیعت کے یہ الفاظ ہیں:

’’یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔‘‘

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889)

اسی طرح آپ نے اپنے ماننے والوں کے لئے دینی بھائی چارے کا یہ معیار قائم فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔‘‘

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

برصغیر پاک و ہند ایک ایسا خطہ ہے جہاں ابھی تک بھی ذات پات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ یہی وہ خطہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود کا ظہور ہوا۔ آپ کی جماعت میں ابتداء ہی سے ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوئے۔ اعلیٰ اور معزز خاندانوں والے بھی تھے اور ایسے بھی تھے جو معاشرے میں معمولی سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے ماننے سے آپ کے متبعین کے اندر دین کی خاطر قربانی کا ایسا جذبہ پیدا ہوا جس نے ان کے وجودوں میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ وہ دینی اخوت کے رشتہ میں یوں پروئے گئے کہ تعلقات اور رشتہ داریوں کے معیار ہی بدل گئے۔

چنانچہ جماعت احمدیہ میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اولاد کے لئے رشتوں کے انتخاب کے وقت اپنے غیر احمدی رشتہ داروں وغیرہ میں بہتر کوائف کے رشتے ملتے تھے لیکن احمدیت کے رشتہ کو ہی مقدم رکھا گیا۔ خصوصاً جب حضرت اقدس مسیح موعود نے کوئی رشتہ تجویز فرمایا یا آپ کے خلفاء نے کوئی ہدایت فرمائی تو بخوشی اسے قبول کر لیا گیا۔ یہ وہ روح ہے جو ایک مومن کو بیعت کے بعد اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ یہی تعلیم حضرت مصلح موعود کے مندرجہ ذیل شعر میں بھی ملتی ہے:

دل دے چکے تو ختم ہوا قصۂ حساب
معشوق سے حساب کا دستور ہی نہیں

زیر نظر مضمون میں احمدیت کے رشتہ کو سب رشتوں سے مقدم رکھنے کے چند واقعات ہدیۂ قارئین ہیں جو باعث ازدیادِ ایمان ہیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں:

حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے جس قدر آدمی ہیں سب کو حضور سے اپنے اپنے طریق کے مطابق محبت تھی، مگر جس قدر ادب و محبت حضور سے حضرت خلیفہ اول کو تھی اس کی نظیر تلاش کرنی مشکل ہے۔ چنانچہ ایک دن میں حضرت مولوی صاحب کے پاس بیٹھا تھا وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کو ارشاد فرمایا۔ مگر یہ کہ وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاق سے اسی وقت مرحومہ امۃ الحئی بھی جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آ گئیں۔ حضرت مولوی صاحب اس دوست کا ذکر سن کر فرمانے لگے کہ مجھے تو اگر مرزا کہے (حضرت مسیح موعود کو آپ پیار سے مرزا کہا کرتے تھے) کہ اپنی لڑکی کو نہالی (نہالی ایک مہترانی تھی جو حضرت صاحب کے گھر کام کرتی تھی) کے لڑکے کو دے دو۔ تو میں بغیر کسی انقباض کے فوراً دے دوں گا۔ یہ کلمہ سخت عشق و محبت کا تھا۔ مگر نتیجہ یہ نکلا کہ دیکھ لو کہ بالآخر وہی لڑکی حضور کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعود کا حُسن و احسان میں نظیر ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم۔ ص 614)

حضرت رحمت اللہ صاحب آف بنگہ جنہوں نے قادیان دارالامان جا کر حضرت مسیح موعود کی دستی بیعت کی تھی۔ پھر سال میں دو تین دفعہ حاضر خدمت ہوتے رہتے۔ جب کبھی حاضر ہوتے تو موسم کے فروٹ آم، سنگترہ، مالٹا وغیرہ یا کوئی سبزی قسم آلو وغیرہ لے جایا کرتے تھے۔ بسبب کثرت کاروبار کے اگر خود نہ جاسکتے تو بذریعہ ریلوے آم و آلو وغیرہ بھیج دیا کرتے۔ آپ سبزی و ٹھیکہ باغات کا کام کرتے تھے اور حضور سے دعائیں لیا کرتے۔ آپ کی روایت مختصراً یوں ہے کہ

ایک دفعہ مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی قصبہ بنگہ میں عاجز کے ہاں تشریف لائے۔ گھر پر کھانا کھانے کے وقت معلوم ہوا کہ میری بیوی تو فوت ہو چکی ہے۔ مکرم عرفانی صاحب کو میرے سلسلہ میں داخل ہونے سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ فرمانے لگے کہ تم نکاح کرو۔ میں نے وہی معاملہ احمدیت والا پیش کر دیا۔ خیر انہوں نے واپس جا کر اپنے اخبار الحکم میں خاکسار اور مکرم غلام احمد صاحب واعظ کے رشتوں کے متعلق تحریک شائع کر دی۔ شاید دو تین مرتبہ متواتر شائع ہونے پر ایک معزز دوست نے نکاح و رشتوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کے حکم کا ایک لمبا چوڑا خط جناب شیخ صاحب کے نام اخبار میں شائع کرنے کے لئے بھیجا جس میں یہ بھی غالباً ذکر تھا کہ جماعت احمدیہ میں دو دوستوں کے نکاح کے متعلق چند مرتبہ تحریک شائع ہو رہی ہے کیا اتنی بڑی جماعت میں دو رشتہ بھی نہیں ہیں؟ انہوں نے وہ مفصل خط بھی شائع کر دیا۔ اس کے بعد ایک دن حضرت عرفانی صاحب بنگہ تشریف لائے اور ہماری دکان پر بیٹھے دو تین خطوط پڑھ رہے تھے جو غالباً رشتہ کے متعلق جموں فیروز پور وغیرہ سے آئے تھے۔ پڑھ کر مسکرائے اور مجھے فرمانے لگے مبارک ہو۔ اب تم کسی کو کچھ نہ لکھو۔ ہم خود جو مناسب ہوگا کریں گے۔ خیر انہوں نے جموں والا رشتہ پسند فرما کر ان کے ساتھ خط و کتابت قادیان سے شروع کی۔ مکرم معظم جناب قبلہ خواجہ کرم داد خان صاحب چنگوی حال مقیم جموں نے حضرت مسیح موعود کی خدمت مبارک میں لکھ بھیجا کہ میں اپنی ایک لڑکی میاں رحمت اللہ کو حضور کے منشا و حکم کے بموجب دیتا ہوں۔ اس پر حضور نے شیخ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ آپ دریافت فرما کر خواجہ صاحب کی ایک لڑکی کا رشتہ میاں رحمت اللہ صاحب سے منظور کروالیں۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور آپ میاں رحمت اللہ کو جانتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ ہاں ہاں وہی ہیں ناں جو ابھی آلوؤں کی بوری بھی لائے تھے۔ شیخ صاحب نے عرض کی حضور وہی ہیں۔ فرمایا: ’’ان کو لکھ دو کہ میں 12، 13 سالہ لڑکی خواجہ صاحب کا رشتہ پسند کرتا ہوں (اور یا) منظور کرتا ہوں۔ ان کو لکھ دو کہ وہ بھی منظور کر لیں۔‘‘ الحمد للہ بس کیا تھا کہ محترم مکرم عرفانی صاحب کا مکتوب گرامی پہنچا کہ حضرت صاحب نے مکرمی خواجہ صاحب کی منجھلی باکرہ لڑکی کا رشتہ تمہارے لئے منظور فرمایا ہے۔ نکاح کے لئے تیار رہیں۔ مجھے فکر بھی ہوا اور خوشی بھی۔ فکر اس لئے کہ پہلے ان سے تعارف بھی نہیں اور وہ راجپوت اور یہ عاجز غریب لاہور یہ ارائیں ہے۔ خوشی اس بات کی کہ حضرت اقدس نے منظور فرمایا ہے انشاء اللہ بابرکت ہوگا۔ خیر میں نے مکرمی عرفانی صاحب کو لکھا کہ آپ خواجہ صاحب کو پھر یہ یاددہانی کروا دیں کہ یہ عاجز قوم کا ارائیں ہے۔ انہوں نے دوبارہ ان کو لکھا تو انہوں نے ایک لمبا چوڑا خط ان کو لکھا۔ جس میں مختصر یہ خلاصہ بھی تھا کہ میں نے قومیت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا۔ ہاں جو قوم حضرت مسیح موعود نے تیار کی ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی قوم نہیں اور یہ بھی کہا کہ میرا خط بھی اپنے اخبار میں شائع کر دو جو انہوں نے شائع کر دیا۔

چند دن ہی گزرے ہوں گے کہ خواجہ صاحب نے جموں سے ایک مختار نامہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کے نام لکھ کر ارسال فرمایا کہ حضرت صاحب کی اجازت سے آپ جس وقت جس دن چاہیں ولی بن کر میری لڑکی کا نکاح میاں رحمت اللہ بنگہ والہ سے کروا دیں۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب اور مکرمی عرفانی صاحب نے باہم مشورہ کر کے حضرت صاحب کی خدمت مبارک میں نکاح کے متعلق عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ میاں رحمت اللہ کو بلوالو۔ یہ کام جلد ہو جانا چاہئے۔ ان کو بلوانے کے لئے کسی آدمی کو بھیج دیا جاوے اور اسی وقت فرمایا کہ مولوی یار محمد صاحب (مختار نور پور) جائیں اور شاید کرایہ بھی حضور نے ہی خود دیا اور مبلغ دو روپیہ علاوہ سفر خرچ کے دیئے کہ میاں رحمت اللہ کو کہنا کہ ہمارے لئے دو روپیہ کی دیسی سرخ شکر لیتے آویں۔ اللہ اللہ! کیا ہی غریب نوازی تھی۔ الغرض مولوی یار محمد صبح میری دکان پر پہنچ گئے۔ حالات بتلائے۔ کہنے لگے کہ آج ہی چلنا ہے۔ خیر کچھ کھانا وغیرہ کھلا کر میں نے ایک تھیلہ شکر سرخ شاید کچھ قند بھی تیار کیا۔

قادیان میں تانگہ پر مکرمی عرفانی صاحب کے مکان پر پہنچے۔ صبح جمعہ تھا۔ آپ نے حضرت صاحب کی خدمت میں تحریری عرض کیا کہ رحمت اللہ حاضر ہو گیا ہے۔ حکم آیا کہ جمعہ کے بعد عبدالحی کی آمین ہوگی اور انشاء اللہ عصر کے بعد نکاح ہو جائے گا۔ غرض شیخ صاحب نے ایک تھیلہ چھوہاروں کا بھی عمدہ خرید کروالیا اور جسے جمعہ کے لئے ہمراہ باغ میں ہی لے گئے۔ جمعہ کے بعد آمین ہوئی۔ حضرت صاحب اندرون خانہ تشریف لے چلے تو پھر عرض کی۔ فرمایا کہ عصرِ وقت مسنون ہے۔ نکاح پڑھا دیا جاوے گا۔ شیخ صاحب نے پھر عرض کی کہ حضور تشریف لائیں گے۔ فرمایا: ہاں انشاء اللہ ہم آئیں گے۔ الغرض عصر کی نداء ہوئی۔ احباب آنے شروع ہو گئے اور حضرت اقدس تشریف لائے۔ بعد ازاں حضرت حکیم مولانا نورالدین اعظم (خلیفۃ المسیح الاول) کو فرمایا کہ خطبہ نکاح پڑھیں۔ فوراً حضرت مولوی صاحب کھڑے ہو گئے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضور کا کچھ کام میں حرج ہو تو تشریف لے جائیں اور ہمیں نکاح کے متعلق کوئی احکام ہوں تو فرما دیں۔ فرمایا: بڑے مولوی صاحب نکاح پڑھائیں۔ میں انشاء اللہ جا کر دعا کروں گا۔ پس حضرت اقدس تشریف لے گئے بعد ازاں حضرت مولانا نورالدین صاحب نے وہ مختار نامہ مولوی عبدالکریم صاحب سے لے کر پڑھا تو فرمایا کہ انہوں نے مہر کے متعلق کچھ مقرر کر کے نہیں لکھا۔ مناسب ہے کہ حضرت صاحب سے دریافت فرما لیا جاوے کہ مہر کیا مقرر کیا جاوے۔ مجھے قدرے تشویش ہوئی کہ حضرت صاحب مہر بہت مقرر فرمایا کرتے تھے مگر معاً حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ جبکہ خواجہ صاحب

نے مجھے مختار بنادیا ہے تو کیا میں مجاز نہیں ہوں کہ جو مہر میں چاہوں باندھ دوں۔ اس پر حضرت مولانا نورالدین صاحب نے فرمایا کہ ہاں آپ مجاز تو ہیں مگر امام جو موجود ہے۔ان سے دریافت فرمالیا جاوے تو بہتر ہے ورنہ خیر۔اس پر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب کو کاہے کو تکلیف دیتے ہیں۔ میں ہی مقرر کر دیتا ہوں۔ خیر انہوں نے حضرت عرفانی صاحب سے مشورہ کر کے عاجز سے دریافت کیا کہ کیوں جی جو مہر میں باندھوں منظور ہے۔ میں نے عرض کیا منظور ہے تو انہوں نے اڑھائی سو روپیہ مہر مقرر کر کے حضرت مولانا نورالدین صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحب نے اچھا خاصا خطبہ جو پراز معارف تھا پڑھ کر دعا فرمائی۔

(تلخیص از رجسٹر روایات نمبر 2 صفحہ 23)

حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود کے عہد مبارک میں حضور ہی کی نظر شفقت اور خصوصی مشورہ سے حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ سید صاحب موصوف کی چار بیٹیاں تھیں جن میں سے تین علی الترتیب ڈاکٹر عطرالدین صاحب، حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی اور حضرت محمد یحیٰ خان صاحب ایسے نیک سیرت افراد سے بیاہی گئیں اور چوتھی بیٹی محترمہ عائشہ بانو صاحبہ کے نکاح کا مکمل اختیار حضرت مسیح موعود کو دیا گیا تھا۔ حضور نے حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب کو لکھا کہ کیا لڑکا ذات کا سید ہو۔ آپ نے جواباً تحریر کیا کہ جبکہ آپ کی تعلیم یہ ہے کہ ایک سید ہو اور دوسرا کنجرا (سبزی فروش) تو میری بیعت کے بعد دونوں ایسے ہیں جیسے ایک ماں کے پیٹ سے دو پیدا ہوئے ہوں۔ میں چونکہ آپ کی بیعت میں آ چکا ہوں اس لئے اگر پسند فرمائیں کہ دوسرا احمدی بھائی بھنگی ہے اور اسے لڑکی دینے کو فرمائیں تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کے مشورہ سے محترمہ سیدہ عائشہ بانو کا نکاح حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کے ساتھ ہو گیا۔

(نیر احمدیت۔ صفحہ 21)

محترم میاں محمد مغل صاحب عرف مُغلا سکنہ کوٹ محمد یار۔ نزد چنیوٹ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دست مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کے بعد آپ کے رشتہ دار کہا کرتے تھے کہ تم برادری سے کٹ گئے ہو اب تمہارا رشتہ نہیں ہوگا۔ ان کے بیٹے مکرم بشیر احمد طاہر صاحب نے اپنے والد محترم کے ذکر خیر کے مضمون میں ان کی شادی کا واقعہ بھی تحریر کیا ہے جو انہیں مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب مرحوم انسپکٹر مال نے یوں سنایا:

قادیان میں قیام کے دوران تمہارے والد صاحب ایک بار پھرتے پھراتے آئے۔ قیام تو حسب معمول حضرت مولانا راجیکی صاحب کے ہاں ہی تھا۔ حضرت مولانا راجیکی صاحب کسی تحریر میں مشغول تھے۔ تمہارے والد صاحب نے حسب عادت و معمول رشتہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت مولانا نے تحریری کام کی گہرائی کی وجہ سے مداخلت پر ذرا خفگی کا اظہار کیا جس کا مفہوم تھا کہ میں نے تمہارے لئے یہاں رشتے رکھے ہوئے ہیں۔ ادھر سے آتے ہو تو رشتہ کی بات، ادھر سے آتے ہو تو رشتہ کی بات۔ والد صاحب سناٹے میں آ گئے کہ مولوی صاحب بھی خفا ہو گئے۔ خاندان کی اذیت و تکلیف پر اس سہارے کا بھرم بھی ٹوٹتا نظر آیا۔ دل غم سے بھر گیا اور صبر کا بندھن ٹوٹ گیا۔ آنکھوں کے نِیر ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ حضرت مولانا نے جو خاموشی دیکھی تو نگاہ اوپر اٹھائی، آنسوؤں کا امڈتا ہوا ایک ریلا نظر آیا۔ فوراً اٹھے اور والد صاحب کو گدی سے پکڑ کر کمرے میں جائے نماز پر لے گئے کہ جتنا رونا ہے یہاں رو لے۔ جو کچھ ملے گا یہاں سے ملے گا، میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

کچھ دنوں کے بعد ملتان سے ایک شخص آئے اور حضرت مولانا راجیکی صاحب سے کہا کہ میری دو بیٹیاں ہیں۔ ایک شادی تو بامر مجبوری غیر از جماعت رشتہ داروں میں ہو چکی ہے۔ دوسری کی شادی میں چاہتا ہوں کہ احمدی سے ہو۔ زندگی کا اعتبار نہیں۔ حضرت مولانا نے فرمایا ہاں ہاں ایک زمیندار گھرانے سے ہی نوجوان ہے دیکھ لو۔

میرے نانا حافظ قرآن تھے اور ادھر ملتان کے نزدیکی گاؤں سے آئے تھے۔ نانا جان نے کہا نہیں نہیں آپ کو منظور ہے تو مجھے بھی منظور ہے۔ یہ میرا پتہ ہے نوجوان کو بھیج دینا۔

واپس آ کر حضرت نانا جان نے گھر کے افراد کو بتا دیا۔ افراد خانہ (میرے ماموں وغیرہ) ناراض ہو گئے کہ نہ دیکھا نہ بھالا، نہ اتہ نہ پتہ، زبان دے آئے۔ ادھر والد صاحب کے ملنے پر حضرت مولانا راجیکی صاحب نے خوشخبری سنائی اور پتہ دے کر لودھراں بھیجا۔ قادیان سے واپسی پر تقدیر الٰہی سے نانا جان جلد ہی فوت ہو گئے۔

اس کے بعد اگلے واقعات ماموں جان روتے ہوئے بیان کرتے تھے کہ جب تمہارے والد صاحب آئے تو میں نے زبان، کلچر، ظاہری طور طریقے دیکھ کر فوراً انکار کر دیا اور تمہاری والدہ صاحبہ کو بھی انکار کرنے پر زور دیا اور کئی قسم کے نقص نکالے۔ تمہاری والدہ نے صاف کہہ دیا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسے آپ بیان کرتے ہیں لیکن ایمان تو ہے ناں۔ میں ہرگز انکار نہیں کروں گی۔ والد صاحب نے جہاں زبان دی ہے میں ہرگز ہرگز اس سے انکار نہیں کروں گی۔

چنانچہ شادی کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔ ادھر برادری میں والد صاحب نے آ کر بتایا تو سب مذاق کریں کہ تمہارے ساتھ کسی نے دل لگی کی ہے۔ تمہیں بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ بہر حال حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی معیت میں کل چار افراد کی بارات سے والد صاحب، والدہ مرحومہ کو بیاہ لائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 جون 2003ء صفحہ 9)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 336)

حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے متبعین کو غیر احمدیوں کے ساتھ رشتے کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے 7 جون 1898ء کو ''اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار'' کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اس میں آپ نے فرمایا:

''چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اُس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلہٖ تعالےٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز اُن کو اہل اقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اُن سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُن کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خداترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک ...... قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے......

......تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راست باز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز اُن کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں اُن پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 50 تا 51)

حضور کی اس تعلیم پر عمل کے یہ واقعات بھی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب چارسدہ کے گاؤں ''پرانگ'' صوبہ سرحد کے رہنے والے ایک معمولی پڑھے لکھے انسان تھے۔ طبیعت بے حد مسکین اور خداترس پائی تھی۔ مگر احمدیت کے ساتھ وابستگی نے ان کے اندر کچھ اِس قسم کا جلال اور رعب پیدا کر دیا تھا کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ آپ کے بارے میں آپ کے صاحبزادے مکرم عبدالسلام خان صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مستونگ میں خان بہادر نوبزادہ گل محمد آف ڈیرہ غازی خان نے، ریاست قلات میں وزیر مال تھے، ایک پشاوری تحصیل دار حبیب اللہ خان کے ذریعہ حضرت مولوی صاحب کو پیغام بھیجا کہ آپ مجھے اپنی دامادی میں لے لیں تو یہ میری بڑی سعادت ہوگی۔ میں اپنی بیوی کو پچاس ہزار روپیہ نقد ادا کروں گا اور نصف جائیداد ان کے نام پر لگا دوں گا۔ اس کے علاوہ جو شرائط مولوی صاحب مقرر کریں وہ سب مجھے قبول ہوں گی۔ حضرت مولوی صاحب نے تحصیل دار صاحب کو فرمایا کہ نوابزادہ صاحب کو میں خود جواب دوں گا۔

دوسرے دن شام کے وقت حضرت مولوی صاحب نوابزادہ کے بنگلے پر گئے اور اُن سے کہا کہ آپ نے ایسا پیغام بھیجا ہے۔ وہ بہت خوش ہوا اور کہا ہاں۔ میں نے یہ پیغام بھیجا ہے اور وہ میری بڑی خوش بختی ہوگی اگر میرے جیسا انسان آپ کی دامادی کا فخر حاصل کر لے۔ آپ نے فرمایا:

''میں ایک معمولی سے غریب شخص کو لڑکی دوں گا بشرطیکہ وہ احمدی ہو۔ کیونکہ وہ ہمارے شاہی خاندان کا فرد ہے۔ مگر دنیاوی نواب کو نہیں دوں گا۔''

اور پھر نوابزادہ کو فرمایا:

''آپ کہتے ہیں کہ میں پچاس ہزار مہر اور نصف جائیداد وغیرہ دوں گا۔ اگر امیر کابل مجھے اپنی نصف حکومت دے دے اور کہے آپ اپنی لڑکی کا رشتہ مجھے دے دیں تو چونکہ وہ احمدی نہیں ہے اور میں اُس کو اپنے شاہی خاندان کا فرد نہیں سمجھتا اِس لئے اُس کو لڑکی نہیں دوں گا۔''

نوابزادہ صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب مجھ سے غلطی ہوئی ہے، معافی چاہتا ہوں، مجھے

معلوم نہ تھا کہ آپ اتنے عظیم انسان ہیں۔

(شانِ شہیداں۔صفحہ 375 از عبدالعزیز خان)

محترم محمد اعظم اکسیر صاحب بیان کرتے ہیں:

غالباً یہ مارچ 1981ء کی بات ہے جماعت کی مجلس مشاورت سے دو دن پہلے بدھ کے روز طلبی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کھڑے کھڑے حضور نے جواب سلام کے بعد میری طرف دائیں ہاتھ کی انگلی کرتے ہوئے متبسم جلال کے ساتھ فرمایا ''پرسوں مانگٹ اونچے میں ایک احمدی بچی کی شادی غیر احمدی سے ہو رہی ہے۔ یہ شادی نہیں ہوگی۔ جاؤ''۔

درخواست دعا کرتے ہوئے باہر آیا تو سامنے کوئی راستہ نہیں تھا۔محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے بتایا کہ ہاں مانگٹ اونچے سے ایک شکایت آئی ہے کہ ایسا ہو رہا ہے۔ پھر مجھے ایک چٹھی لکھ دی۔ مانگٹ اونچے ضلع حافظ آباد خانۂ خدا میں پہنچ کر سجدہ ریز ہوگیا کہ مولا کوئی راہ سجھا۔ وہاں آوازیں گانوں اور ڈھولکی کی مسلسل آرہی تھیں اور فی الواقع ایک احمدی بچی کی جمعہ کے روز ''رخصتی'' کی پرجوش تیاریاں عروج پر تھیں۔ روشنیاں تھیں، چہل پہل تھی مگر جو ادھر خاکسار کے دل پر گزر رہی تھی وہ لفظوں کا جامہ نہیں پہن سکتی۔ یہ الفاظ قلب و ذہن کے ہر حصہ پر دستک دے رہے تھے۔ ''یہ شادی نہیں ہوگی۔ جاؤ''۔

ایک راہ سجھائی دے گئی جس کے مراحل تفصیلی اور مشکلات لئے ہیں مگر خلاصہ یہ کہ ایک ماشاءاللہ خوبرو صحت منداحمدی نوجوان گکھڑ کے نارمل سکول میں PTC کا کورس کر رہے تھے انہیں بلا کر شادی کی تحریک کی تو یہ عجیب بات اور ناقابل فہم تھی کیونکہ مقصد یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ احمدی بچی کی رخصتی مقررہ وقت پر ہو اور تیاریاں جاری رہیں مگر غیر احمدی کی بجائے دلہا احمدی تیار ہو جائے۔ بہرحال ان صاحب کی سعادت مندی کہ کئی طرح کی باتوں کے بعد تیار ہوگئے مگر اس سے بھی مشکل تر مرحلہ آگے تھا۔ ''احمدی بچی'' کے والد کو جب یہ تجویز بتائی تو یکدم چارپائی پر بیہوش نما گر پڑے۔ سنبھالا دیا اور آخر طے پایا کہ اگر وہ نوجوان تیار ہو جائے تو مجھے منظور ہے مگر جہاں رشتہ طے ہو چکا ہے وہاں میں کیا منہ دکھاؤں گا۔ انہیں سمجھایا کہ آپ انہیں منہ نہ دکھائیں خدا اور خدا کے خلیفہ کو دکھائیں۔ ایک وفد ترتیب دیا جس نے جا کر لڑکے والوں کو باور کرا دیا کہ یہ شادی نہیں ہو سکتی اور وہ لمحہ بہت عجیب اور ناقابل فراموش لمحہ تھا۔ جمعہ کے روز صبح سویرے غلام اپنے آقا کے در پر حاضر تھا اور جب اطلاع عرض کی کہ مبارک ہو حضور آپ کی تمنا پوری ہوگئی۔ حضور کا چہرہ تمتما اٹھا فرطِ مسرت سے۔ معانقہ عطا فرمایا اور بتکرار مجھ سے واقعہ سنا۔

(الفضل ربوہ۔3 نومبر 2000 صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دنیا میں غنی ہوگا ہیں سچے دل اس کی دولت اخلاص اس کا سرمایہ ہے امام وقت سے للّٰہی محبت و اطاعت، دین کے لئے قربانی اور باہم بھائی چارے کا ماحول ہی ہے جسے خدا تعالیٰ کے ہاں مقبولیت ملتی ہے۔ حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو ایک خاندان کی طرح دیکھنا چاہتے تھے۔ اور یہ بھی خواہش تھی کہ آپ کے مخلص متبعین آپ کے قریب اور آپ کی آنکھوں کے سامنے رہیں۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بیان فرماتے ہیں:

''میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود۔صفحہ 39 تا 40)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے دینی اخوت کا اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان و ایقان کی مضبوطی نصیب فرمائے۔ آمین

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

حضرت صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ

(1918ء-2013ء)

سیدنا حضرت مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے 26 نومبر 1950ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول حافظ حکیم مولانا نورالدین صاحب کے مولد و مسکن بھیرہ کا دورہ فرمایا اور وہاں موجود احباب سے دو گھنٹے کے قریب ایک معرکۃ الآرا خطاب فرمایا آپ نے اس تاریخی خطاب میں یہ بھی فرمایا:

''اس بستی سے مجھے روحانی اور جسمانی تعلق ہے اس بستی کے ایک معزز گھرانے کی لڑکی میری بیوی تھی اور اس بیوی سے میری اولاد بھی ہے......۔''

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 191)

بھیرہ کی بستی کے معزز گھرانے سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح الاول ہیں۔ جن کی لڑکی حضرت سیدہ امۃ الحئی بیگم صاحبہ سے 1914ء میں آپ نے شادی کی اور اولاد ہوئی۔ جو بالترتیب محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ اور محترم مرزا خلیل احمد صاحب پر مشتمل تھی۔ اس اولاد میں سے آخری نشانی محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ اہلیہ محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب تھیں۔ جو 20 ستمبر 2013ء کو اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

ایک لمبا عرصہ خاکسار محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کو دعا کے لئے لکھتا رہتا تھا اور وہ ہمیں بہت اچھی طرح پہچانتی تھیں اور اپنے بزرگ نانا کے مولد و مسکن سے تعلق کی وجہ سے بڑی شفقت فرماتی تھیں۔

جب میری والدہ فوت ہوئیں۔ تو حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ مرحومہ ہمارے گھر تعزیت کے لئے تشریف لائیں۔ تو میری اہلیہ اور بہنوں کو بتایا کہ ایک بار مجیب کی والدہ آئیں تو صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ نے کہا کہ میرے ''نانکے'' آگئے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں حیران ہوئی کہ ان کے یہ کون سے رشتہ دار ہیں جن کو میں نہیں جانتی۔ پھر پتہ چلا کہ بھیرہ کے تعلق کی وجہ سے ایسا کہا کرتی ہیں۔ میری والدہ مرحومہ اور بعض بہنیں، اہلیہ اور بچیاں گاہے بگاہے ان کو ملنے کے لئے جایا کرتے تھے اور وہ بہت شفقت اور محبت کا سلوک فرماتی تھیں۔ اکثر حضرت مصلح موعود کے باغ کے آم بھجواتیں۔ عیدالاضحیٰ پر قربانی کا گوشت کئی مرتبہ ہمارے گھر ان کی طرف سے آیا۔ میری اہلیہ کو کہتی تھیں کہ تمہارے ساتھ میرا دوہرا رشتہ ہے۔ ایک تمہارے میاں کے خاندان کی طرف سے اور ایک تمہارے والدین کے خاندان کی طرف سے۔ دراصل میرے آباؤ اجداد بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ذریعے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود سے 1898ء میں وابستہ ہوئے تھے اور میری اہلیہ کے دادا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس ہی پلے بڑھے تھے۔

آپ نے جو یتیم بچی فرزانہ پالی ہوئی تھی۔ چند سال قبل جب امریکہ اپنے بچوں کے پاس جانے لگیں تو اس بچی کو ہمارے سپرد کر گئیں اور فرمایا کہ میرے زیر نظر کئی گھر تھے لیکن جو اعتماد مجھے آپ کے گھر پر ہے اس کی بناء پر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اس دوران ان کی بچیوں میں سے جب بھی کوئی پاکستان آیا بلکہ ان کی ایک ماموں زاد بہن جب امریکہ سے پاکستان آئیں تو ہمارے گھر بھی visit کیا کیونکہ انہیں آپ خاص طور پر اس بات کی ہدایت کرتی تھیں کہ ہمارے گھر ضرور جائیں اور فرزانہ کا حال احوال بھی دریافت کریں۔ ان کی خواہش تھی کہ میں ان کی والدہ حضرت سیدہ امۃ الحئی صاحبہ پر کتاب لکھوں اس کے لئے انہوں نے الفضل وغیرہ سے مواد بھی بھجوایا۔ میں نے حسب توفیق ایک کتابچہ تیار کر کے انہیں دیا تھا۔ ایک بار میرے پوچھنے پر بتایا کہ انہوں نے مسودہ اپنی باجی امۃ القیوم صاحبہ کو امریکہ بھجوایا ہوا ہے اور وہی اس کی اشاعت کا اہتمام کریں گی۔

ڈیڑھ دو سال پہلے جب یہاں تشریف لائیں تو ہم ان کو ملنے کے لئے ان کے گھر گئے۔ مجھے بھی ڈرائنگ روم سے اپنے پاس بلا لیا۔ سر پر ہاتھ پھیرا اور میری بیوی اور بچی (جو ساتھ تھی) ان سے باتیں کرتی رہیں۔ حضرت مصلح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا بہت ذکر کرتی تھیں۔

آپ کا ایک مضمون الفضل میں چھپا ہے جس میں انہوں نے حضرت مصلح موعود کے معمور الاوقات ہونے کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابا حضور (مصلح موعود) کو کبھی سوئے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس خواہش کے پیش نظر انہوں نے رات گئے تک چائے اور قہوہ پی پی کر انتظار کیا کہ دیکھوں کہ ابا حضور کب سوتے ہیں؟ حتیٰ کہ انہیں کرسی پر ہی نیند آگئی اور جب گھبرا کر اٹھیں تو حضرت مصلح موعود تہجد ادا کر رہے تھے۔ وہ کہتی ہیں مجھے نہیں معلوم کہ حضور کب سوئے اور کب اٹھ کر تہجد ادا کرنے لگے۔ ایسے عظیم الشان انسان کی اولاد کی تربیت کا آپ پر گہرا اثر تھا۔

حضرت مصلح موعود کی ایک نظم کا ذکر کرتی تھیں کہ اس کا پہلا شعر حضرت سیدہ امۃ الحئی بیگم صاحبہ کا ہے اور وہ نظم اس طرح ہے۔

پوچھو جو ان سے زلف کے دیوانے کیا ہوئے
فرماتے ہیں کہ میری بلا جانے کیا ہوئے
اے شمع رو بتا تیرے پروانے کیا ہوئے
جل جل کے مر رہے تھے جو دیوانے کیا ہوئے
خم خانہ دیکھتے تھے جو آنکھوں میں یار کی
تھے بے پیئے کے مست جو مستانے کیا ہوئے

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کا بڑی محبت اور کثرت سے ذکر کرتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں بتایا کہ ایک بار کھانے کے وقت تشریف لائے اور انہوں نے کھانے کے لئے کہا۔ حضور نے فرمایا میں آپ کی رکابی سے ہی کھاؤں گا اس طرح انہوں نے آپ سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کے ساتھ جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

مکرم ندیم احمد فرخ صاحب

شہر کبیر والا کا تعارف

کبیر والا شہر ضلع خانیوال کی ایک تحصیل کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ پاکستان کا 118واں بڑا شہر ہے۔

یہ شہر خانیوال سے تقریباً 10 کلومیٹر اور ملتان سے 40 کلومیٹر کے فاصلہ پر ملتان جھنگ روڈ پر واقع ہے۔

کبیر والا کا محل وقوع طول بلد 55-71 اور عرض بلد 24-30 پر ہے۔ سطح سمندر سے بلندی 437 فٹ ہے۔ شہر کبیر والا، سید احمد کبیر بخاری کی نسبت سے کبیر والا مشہور ہے۔

پیر کبیر کا تعارف

پیر کبیر کے اسم گرامی پر کبیر والا کا شہر آباد ہے۔ اصل نام سید احمد کبیر ہے۔ اُچ شریف کے مشہور سید خاندان سے تعلق اور مشہور بزرگ سید جلال الدین بخاری اچوی کی اولاد سے ہیں۔ اُچ شہر میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں اس علاقہ میں تشریف لائے۔ ان دنوں یہ علاقہ جنگل تھا، صرف بھٹہ خاندان کے کچھ افراد آباد تھے۔ آپ عمر بھر دین اسلام کی اشاعت کے لئے کوشاں رہے۔ یہیں رحلت فرمائی اور دفن ہوئے۔ روایات ہیں کہ بھٹہ خاندان کو تین باتوں کی وصیت کی۔

1۔ پختہ عالیشان مکانات کی بجائے سادہ طرز زندگی بسر کریں۔

2۔ مزار کے گردونواح کی اراضی کاشت کر کے انفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ شروع کریں۔

3۔ مجوزہ مقام پر قبر بنوائیں۔

شہر کبیر والا کی تاریخ

کبیر والا کی تاریخ گندھارا دور سے ملتی ہے۔ کبیر والا شہر 711ء تک ایک سندھی حکمران راجہ داہر کے زیر حکومت رہا اور پھر 711ء میں جب مسلمان فاتح محمد بن قاسم آیا تو یہ بھی ان کے زیر حکومت چلا گیا محمد بن قاسم کے بعد ان کے ساتھیوں نے 40 سال کے قریب یہاں حکمرانی کی۔ سن 1005ء سے کبیر والا ایک زرعی مارکیٹ کی سی اہمیت رکھتا ہے۔

محمود غزنوی نے جب چکوال اور راولپنڈی سے ملتان کو سفر کیا تو اس کی فوج نے بھی کبیر والا میں پڑاؤ ڈالا پھر کبیر والا پر افغان حکمرانوں نے حکومت کی اور بعد ازاں مغل آئے۔

شیر شاہ سوری کے زمانہ میں اسے پڑاؤ کی حیثیت حاصل تھی۔ جو ڈاک رسانی کے نظام کا ایک حصہ تھا اور ملتان سے تلمبہ اور دہلی کی طرف آنے جانے والے مسافروں کے لئے آرام و طعام کے لئے ایک پُر رونق مرکز بھی۔

جب مغل دور میں مغل حکمرانوں کی حکومت پر پکڑ کمزور ہوگئی تو 19ویں صدی کے ابتدائی حصہ میں کبیر والا نواب آف ملتان نواب مظفر خان کے زیر تصرف چلا گیا۔

اور 1818ء میں رنجیت سنگھ کی آرمی نے جب نواب مظفر خان اور اس کے بیٹوں کو قتل کر دیا تو رنجیت سنگھ کے زیر حکومت آ گیا اور برطانوی دور حکومت میں تو یہ ملتان کی سب ڈویژن کا درجہ رکھتا تھا اور سالانہ آدھا ملین ریونیو پیدا کرنے والا شہر تھا۔

1849ء میں انگریزوں نے قبضہ کیا تو موجودہ ضلع خانیوال میں تین تھانے قائم کئے۔ ایک تلمبہ میں دوسرا سرائے سدھو میں اور تیسرا کبیر والا میں۔ 1886ء میں یہاں پرائمری سکول کھولا گیا۔ 1886ء میں ہی نہر سندھنائی جاری ہوگئی۔ گردو پیش کا علاقہ آباد ہونا شروع ہوا۔ جس سے کبیر والا کی رونق میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ 1886ء میں جہاں علاقہ بھر کا رقبہ دیہات میں تقسیم کیا گیا وہیں کبیر والا سے خانہ والا سٹیشن تک کچی سڑک بنا کر اس کے دونوں طرف شجرکاری کی گئی۔ کبیر والا لحظہ بہ لحظہ ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔ 1888ء میں کمیٹی باغ لگوایا گیا۔ اس کے علاوہ ذیل گھر بھی تعمیر ہوا۔

اگست 1889ء میں سرائے سدھو کی بجائے کبیر والا کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا اور موجودہ ضلع خانیوال کا پورا علاقہ تحصیل کبیر والا کے ماتحت کر دیا گیا۔ 1889ء میں یہاں ڈاک بنگلہ، ایک سرائے، ڈسپنسری اور ڈاکخانہ بنایا گیا۔ 1889ء میں تعمیر کردہ تحصیل کی عمارت ابھی تک موجود ہے۔

1917ء میں خانیوال کو تحصیلی صدر مقام کا درجہ مل گیا۔ تو ڈسٹرکٹ بورڈ ملتان نے کبیر والا سے خانیوال تک پختہ اینٹوں کا سولنگ لگوا دیا۔ مگر پانچ چھ سال گزرنے کے بعد 1923ء میں سولنگ جگہ جگہ سے اکھڑ گیا اور اس کی حالت کچی سڑک سے بھی بدتر ہوگئی۔ چنانچہ گزٹیر ملتان 1933ء میں لکھتا ہے۔ ''ڈسٹرکٹ بورڈ خانیوال سے کبیر والا اور تلمبہ سے سرائے سدھو پختہ سڑک بنوائی مگر مرمت کے لئے فنڈز نہ ہونے کی بنا پر ان کی حالت کچی سڑک جیسی ہے۔'' یہاں 1919ء میں پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دے دیا گیا۔ آبادی بھی بتدریج بڑھنا شروع ہوئی۔ 1923ء میں تحصیل کبیر والا کی آبادی 172 افراد فی مربع میل تھی۔ 1924ء میں کبیر والا کو سمال ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دے دیا گیا۔ ساون رام، لدھا رام اور دیال راس ممبران کمیٹی اور نارائن داس سیکرٹری تھے۔

آئندہ پانچ سالوں میں کبیر والا شہر نے ترقی کی کئی اور منزلیں طے کر لیں۔ 1929ء کے کبیر والا کے بارے ماسٹر لال چند لکھتا ہے ''کبیر والا تحصیلی صدر مقام ہے۔ یہاں مڈل سکول، بنگلہ، ہسپتال، ڈاک خانہ، تھانہ، شفا خانہ حیوانات اور میونسپل کمیٹی کے دفتر موجود ہیں۔''

1932ء تک کبیر والا تا خانیوال سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی تھی۔ لوگ اسے ''ککھا والی سڑک'' کہتے تھے۔ یعنی ایسی سڑک جس پر تنکے اور گھاس پھوس ڈالا گیا ہو۔ جس کی وجہ تھی کہ خراب سڑک کی بنا پر گاڑیاں تو کیا پیدل لوگوں کا چلنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ اس لئے سڑک پر ڈبھ، کھوی اور سرکنڈوں سے حاصل ہونے والا سرڈال دیا جاتا تھا۔ اور سڑک کے دونوں طرف خوب اچھی طرح پانی کا چھڑکاؤ بھی کیا جاتا۔ البتہ جب انگریز افسران دورہ کے لئے آتے تو کبیر والا سے خانیوال تک گھاس پر دریاں اور چٹائیاں بچھا دی جاتی تھیں۔ 1945ء-1947ء قیام پاکستان کے وقت شہر کی آبادی 0.3 مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی۔

14 اگست 1947ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔ یہاں کی ہندو آبادی نقل مکانی کر کے انڈیا چلی گئی اور مشرقی پنجاب سے مسلمان مہاجرین آ کر آباد ہوئے۔ قیام پاکستان کے ایک سال بعد کبیر والا کو 1948ء میں ٹاؤن کمیٹی کا درجہ ملا۔

پھر 1952ء میں درجہ دوئم کی میونسپل کمیٹی بنی۔ کبیر والا ایسی سرزمین ہے جس پر مختلف قسم کے کلچر اور مذاہب موجود ہیں کبیر والا میں موجود دیو بندی مسلک کا مدرسہ دارالعلوم عید گاہ ہے جو بہت وسیع وعریض ہے اور یہ مدرسہ 1950ء کے قریب شروع ہوا۔ شیعہ اور بریلوی مسلک کے سکول بھی جاری ہیں۔ 1953ء میں یہاں مشہور درس گاہ دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا عبدالخالق نزہالوی پہلے مہتمم مقرر ہوئے۔ 4 جنوری 1961ء کو کمیٹی کے نئے دفتر کا سنگ بنیاد ملک کرم داد ڈسٹرکٹ کمشنر ملتان نے رکھا۔

1968ء میں وفا حجازی نے ہائی سکول کبیر والا کے گراؤنڈ میں کل پاکستان محفل مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ ملک بھر سے 75 شعراء شامل ہوئے۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔

1970ء پروفیسر نذر حسین ملانہ نے انٹر کالج قائم کیا۔ آپ کالج کے بانی پرنسپل مقرر ہوئے۔ انہیں کی قیادت میں ادارہ شب و روز ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ 1981ء میں شہر کی مردم شماری ہوئی۔ اس وقت کل 26 ہزار 238 افراد رہائش پذیر تھے۔

1984ء میں رانگو خانیوال بائی پاس تعمیر ہو گیا۔ جس سے کبیر والا اور اس کے مضافات پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔ شہر کا قومی شاہراہ سے رابطہ منقطع ہو گیا۔

مئی 2001ء میں مہر ظفر اقبال ہراج تحصیل کبیر والا کے پہلے تحصیل ناظم منتخب ہوئے۔ شہر میں انگریز دور کی کئی عمارتیں ابھی اچھی حالت میں موجود ہیں۔ ڈاک بنگلہ میں اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی رہائش گاہ بنی۔ فوارہ چوک سے شمال کی سمت پر ذیل گھر تھا۔ اب وہاں تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور وکلاء کے دفاتر واقع ہیں۔ کمپنی باغ میں آج کل مدرسہ سراج العلوم قائم ہے۔

آج کا کبیر والا ایک پُر رونق شہر ہے۔ بازاروں میں ہمہ وقت خریداروں کا ہجوم رہتا ہے۔ حفیظ پرنٹنگ پریس کا شمار اس علاقہ کے اولین چھاپہ خانوں میں ہوتا ہے اور کبیر والا میں دریائے راوی کے کنارے پر دو شمشان گھاٹ بھی ہیں جہاں ہندو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں اور سرائے سدھو میں ایک ٹیمپل بھی ہے اور مخدوم پور میں سکھوں کا گردوارہ بھی ہے جو کہ کبیر والا سے 12 کلومیٹر دور ہے اور کبیر والا کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ (نیسلے) نے کبیر والا کو ایشیا کا سب کا بڑا پلانٹ نصب کرنے کے لئے بھی چنا ہے 1990ء میں جس کا آغاز ہوا جو کہ دو ملین لیٹر دودھ روزانہ کی بنیاد پر پروسس کرتا ہے اور نیسلے کا دودھ اکٹھا کرنے کا نظام تقریباً پورے پنجاب میں پھیلا ہوا ہے۔ جو کہ 1 لاکھ 40 ہزار فارموں سے اکٹھا کیا جاتا ہے اور سالانہ 50.9m پاؤنڈز کا خریدا جاتا ہے۔ ککڑ ہاٹا جو کہ کبیر والا کا قریبی علاقہ ہے وہاں پر قدرتی گیس بھی دریافت ہوئی ہے۔ اور چوپڑ ہاٹا کے قریب فوجی انڈسٹریز کا پاور پلانٹ 1990ء میں لگایا گیا۔

کبیر والا میں 34 یونین کونسل ہیں۔ کبیر والا شہر کی آبادی 2004ء میں 60 ہزار 782 افراد پر مشتمل تھی۔ اور کبیر والا میں زیادہ تر جھنگوی، ماجھی اور پنجابی زبان بولی جاتی ہے۔ تحصیل کبیر والا میں بہت سی ذاتیں رہتی ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔ کمبوہ، جوئیہ راجپوت، مرزا ڈھڈی، سہو، ملک بھٹہ، سائل، بھٹی سکھیرا، جٹ، تھہیم، جوتا، آرائیں، گھمن، بندیشہ، سپرا، سنپال وغیرہ

اس مضمون کی تیاری میں خاکسار نے

1۔ ''تاریخ سرزمین خانیوال'' سن اشاعت اگست 2003ء۔

2۔ سرزمین خانیوال از ابواسامہ ضیاء الرحمٰن یونس۔

3۔ wikipedia سے استفادہ کیا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

واقفہ نو کا اعزاز

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو تحریر کرتے ہیں۔

عزیزہ سارہ خرم بنت مکرم خرم شہزاد صدیقی صاحب آف پشاور روڈ وسطی۔راولپنڈی نے International Kangroo Mathematics Contest 2013 میں حصہ لیا اور اپنے سکول میں 8th پوزیشن ضلع راولپنڈی میں 675 طلباء میں 71ویں اور آل پاکستان میں 7 ہزار 585 طلباء میں 79ویں پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح عزیزہ نے پینٹنگ اور پوسٹر کے مقابلہ میں بھی جس میں 50 سکولوں کی شرکت تھی حصہ لیا۔جس میں زیادہ تر حصہ لینے والے طلبا میٹرک یا ایف ایس سی لیول کے تھے لیکن عزیزہ کلاس تھری کی طالبہ تھی۔اس طرح سب سے کم عمر طالبہ قرار پائیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز عزیزہ اور جماعت کے بہت مبارک فرمائے اور آئندہ بھی عزیزہ کو اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے۔آمین

درخواست دعا

مکرم عامر احمد صاحب گولبازار ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ میری والدہ مکرمہ رابعہ محمود صاحبہ بعارضہ فالج بیمار ہیں۔احباب سے شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم چوہدری قدیر گجر صاحب ابن مکرم چوہدری بشیر احمد گجر صاحب اطلاع دیتے ہیں۔

میرے کزن مکرم داؤد احمد صاحب ابن مکرم مقصود احمد صاحب آف ہانڈو گجر دماغ کی شریان پھٹ جانے کی وجہ سے شدید علیل ہیں لاہور کے ایک ہسپتال میں داخل ہیں۔حالت انتہائی قابل فکر ہے۔احباب سے کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم قریشی خالد ندیم صاحب کارکن تزئین ربوہ کمیٹی تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے بہنوئی مکرم چوہدری منور احمد صاحب زعیم انصاراللہ حلقہ اراضی یعقوب سیالکوٹ کو برین ہیمبرج کا حملہ ہوا ہے اور ادریس ہسپتال سیالکوٹ میں زیر علاج ہیں۔حالت پہلے سے بہتر ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔آمین

نکاح

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت دارالضیافت تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ مریم رحمٰن صاحبہ بنت مکرم صہیب رضوان صاحب گوجرانوالہ کینٹ کے نکاح کا اعلان مورخہ 3 جنوری 2014ء کو بعد نماز جمعہ نماز سنٹر گوجرانوالہ کینٹ میں مکرم عارف احمد طارق صاحب ابن مکرم کرنل رفیق احمد صاحب کراچی کے ساتھ مبلغ 5 لاکھ روپے حق مہر پر مکرم افتخار احمد ملہی صاحب امیر جماعت ضلع گوجرانوالہ نے کیا۔دلہن مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ کی پوتی، مکرم ملک محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ حال کینیڈا کی نواسی، رفیق حضرت مسیح موعود حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب اور مکرم ملک حبیب الرحمٰن صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نسل میں سے ہے۔دلہن کی والدہ مکرمہ امۃ الحلیم صاحبہ گوجرانوالہ کینٹ کی صدر لجنہ اماء اللہ ہیں۔ دلہا مکرم محمد حسین صاحب آف دھرمالسہ کا پوتا ہے۔جنہیں حضرت مصلح موعود اور حضرت اماں جان کی میزبانی کا شرف حاصل ہے جبکہ مکرم کرنل رفیق احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے لئے سیکورٹی آفیسر کی ڈیوٹی سترہ دن تک انجام دی۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کیلئے ہر لحاظ سے یہ رشتہ بابرکت فرمائے اور اس جوڑے پر ہمیشہ پیار کی نظر ڈالے۔آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت دارالضیافت تحریر کرتے ہیں۔

میرے پھوپھی زاد بھائی مکرم شہزاد احمد صاحب ابن مکرم حامد صاحب آف راولپنڈی فالج کی لمبی بیماری کے بعد مورخہ 9 جنوری 2014ء کو وفات پا گئے۔ان کی نماز جنازہ بعد نماز جمعہ بیت المبارک میں ادا کی گئی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحوم مکرم حضرت صوفی غلام محمد صاحب مربی ماریشس کے پوتے تھے۔احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد انور صاحب دارالفتوح غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد مکرم چوہدری نصراللہ صاحب ولد مکرم چوہدری علم دین صاحب آف چک نمبر 79 ر۔ب نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ حال ساکن دارالفتوح غربی ربوہ عرصہ تقریباً پانچ سال مختلف عوارض میں مبتلا رہنے کے بعد مورخہ 24 دسمبر 2013ء کو فضل عمر ہسپتال میں اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدائشی احمدی تھے اور موصی تھے۔جماعت کی خدمت میں مخلص تھے اور تقریباً 25 سال صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی۔خلافت سے عشق کی حد تک پیار کرتے تھے اور بڑے مہمان نواز تھے۔ خاص طور پر مرکز کے مہمانوں کی خدمت اپنا فرض اولین گردانتے تھے۔چندہ جات کی ادائیگی میں نا صرف باقاعدہ بلکہ پہلے ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔اسی طرح بیوت الذکر کی تعمیر میں ذوق وشوق سے حصہ لیتے۔ غریب نوازی اور غریب پروری ان کا خاصہ تھا۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مورخہ 28 دسمبر 2013ء کو بیت المبارک میں بعد از نماز ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم احسان احمد ثاقب صاحب نے دعا کروائی۔ احباب سے مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم رزاق محمود طاہر صاحب سیکرٹری تحریک جدید ضلع سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

محترم چوہدری بشیر احمد چیمہ صاحب صدر جماعت احمدیہ چک نمبر 35/36 جنوبی مورخہ 25 اکتوبر 2013ء کو ایک سفر کے دوران بس کے حادثہ میں وفات پا گئے۔آپ نافع الناس، ملنسار، نرم گفتار اور مہمان نواز تھے۔تمام احمدی اور غیر از جماعت آپ کا یکساں احترام کرتے تھے۔ نمازیں باقاعدگی سے بیت الذکر میں ادا کرنے کی کوشش کرتے۔اپنے چندہ جات کی بروقت ادائیگی کے لئے فکرمند رہتے اور وقت سے پہلے ادا کر دیتے۔بیت الحمد کی صفائی اپنی نگرانی میں کروایا کرتے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔مرکز سلسلہ اور ضلع سے آنے والے جماعتی وفود اور کارکنان کا بہت احترام کرتے بھرپور تواضع اور مہمان نوازی فرماتے۔غرباء کی مدد کر کے خوش ہوتے۔سیاسی عمائدین گاؤں کے معاملات میں آپ سے مشورہ کرتے اور حکومت کی طرف سے بعض منصوبہ جات کی تعمیر کی نگرانی آپ کے سپرد کی جاتی۔آپ ایک ماہر کاشتکار تھے۔اپنی زرعی زمین کی خود نگرانی فرماتے اور زیر لب ذکر الٰہی اور دعائیں کرتے رہتے۔مورخہ 25 اکتوبر کو آپ کا جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔بیت المبارک میں بعد از نماز مغرب مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن ووقف عارضی نے نماز جنازہ پڑھائی۔آپ بفضل اللہ تعالیٰ موصی تھے۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آمین

تربیتی پروگرام

مکرم جواد احمد مانگٹ صاحب معلم وقف جدید بہاولپورہ حافظ آباد شہر تحریر کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ حافظ آباد شہر بہاولپورہ میں مورخہ 27 دسمبر 2013ء کو بعد از نماز عشاء ایک تربیتی پروگرام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جس کی صدارت مکرم ڈاکٹر مبارک احمد ثمر صاحب امیر ضلع حافظ آباد نے کی۔تلاوت و نظم کے بعد مکرم فہیم احمد شاہد صاحب مربی ضلع حافظ آباد نے قیام نماز کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعد مکرم عطاء المنان قمر صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید ارشاد نے اطاعت خلافت کے موضوع پر تقریر کی۔بعدہ مکرم امیر صاحب ضلع نے انعامات تقسیم کئے اور اپنی قیمتی نصائح سے نوازا اور اختتامی دعا کروائی۔اس اجلاس کی حاضری 50 تھی۔اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا کرے اور ہم سب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم احمد حبیب صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع گوجرانوالہ کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

خبریں
ملکی اخبارات میں سے

گھومنے والی حیرت انگیز عمارتیں

تاج محل اوراہرام مصرصدیوں سے انسان کوورطہ حیرت میں مبتلا کئے ہوئے ہیں لیکن اب ایسی عمارتیں تعمیر ہونے جارہی ہیں جو اپنا رخ بدل سکیں گی کہ ایک اطالوی آرکیٹیکٹ نے ایسی حیرت انگیز عمارتوں کی تعمیر کا منصوبہ تیار کیا ہے جو ہر 90 منٹ کے بعد 360 ڈگری کے زاویے پر گھوم سکیں گی ، اس منصوبے کے تحت پہلی دو عمارتیں ماسکو اور دبئی میں تعمیر کی جارہی ہیں جس کے بعد لندن، میلان ، پیرس ، روم اور نیو یارک میں بھی ایسی ہی عمارتیں بنائے جانے کا امکان ہے ۔ ڈیوڈ فشر نامی آرکیٹیکٹ کے بقول اب تعمیرات کا نیا عہد شروع ہونے والا ہے اور یہ جدید 4ڈی عمارتیں ہوا اور شمسی توانائی سے اپنے لئے بجلی بھی بنا سکیں گی جبکہ ان میں یہ خصوصیت بھی شامل ہے کہ یہ باہر کے موسم اور درجہ حرارت کے مطابق عمارت کے اندر کے ماحول کوایڈجسٹ کرلیں گی۔

(روزنامہ دنیا 8/اگست 2013ء)

قدیم مجسمے کی انگلی توڑ دی

ایک امریکی سیاح نے اٹلی کے شہر فلورنس میں نمائش کیلئے رکھے ایک مشہور مجسمے کی انگلی توڑ دی۔ یہ مجسمہ 14 ویں صدی کے مجسمہ ساز جووانی ڈی امبرویو کا بنایا ہوا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سیکیورٹی گارڈ نے ایک شخص کو اس مجسمے کو ہاتھ لگاتے ہوئے دیکھا اور اسے روکنے کی کوشش کی تاہم تب تک کافی دیر ہو چکی تھی اور مجسمے کی انگلی توڑ دی اور مجسمے کی انگلی سیاح کے ہاتھ میں آ چکی تھی ۔ اس امریکی سیاح نے معذرت تو کرلی مگر میوزیم کے ڈائریکٹر نے سیاح کو یاددہانی کراتے ہوئے کہا کہ کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا میوزیم کا بنیادی اصول ہے جسے بھلا دیا گیا ہے۔

(روزنامہ دنیا 8/اگست 2013ء)

انسانی دانتوں میں کئی قسم کے بیکٹیریا

امریکی ماہرین نے کہا ہے کہ انسانی دانتوں میں کئی قسم کے بیکٹیریا پائے جاتے ہیں جو متعدد مہلک بیماریوں کا باعث بنتے ہیں ۔ ماہرین کے مطابق اس ضمن میں کی گئی اب تک کی تحقیق کے مطابق دانتوں کے بیکٹیریا کی کئی اقسام سامنے آئی ہیں جس کی بنیادی وجہ موجودہ زمانے کی ناقص غذائیں ہیں جو مہلک بیماریوں کا باعث بن رہی ہیں ، دوسری جانب اب غذائی اجناس کو پہلے صنعتوں میں پراسیس کے عمل سے گزارا جاتا ہے جس میں مشینیں استعمال ہوتی ہیں اور یوں ایسی چیزیں انسانی صحت کے لئے غیر محفوظ بن جاتی ہیں۔ ماہرین کے مطابق تازہ اور سادہ غذاؤں کے استعمال سے دانتوں کی صحت کو محفوظ رکھ کر بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے اور صحت مند فعال زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

(روزنامہ دنیا 6/اگست 2013ء)

غیرملکی زبان سیکھنے کا نیا طریقہ

سکاٹ لینڈ کی یونیورسٹی آف ایڈنبرا میں پی ایچ ڈی سکالر نے ایک تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ غیر ملکی زبان جلدی سیکھنے کیلئے اس زبان میں گانا گا کر پریکٹس کریں۔ بیس بیس افراد پر مشتمل پانچ گروپس کو مختلف طریقوں سے ہنگری زبان سیکھنے کا موقع دیا گیا، ان میں سے جس گروپ نے تیزی سے زبان پر عبور حاصل کیا اس نے ہنگری زبان میں مسلسل گانے گائے تھے۔

(روزنامہ دنیا 27 جولائی 2013ء)

گاڑی چھت پر چھپا دی

سوشل میڈیا میں ایک کویتی نوجوان کا واقعہ خاصی شہرت حاصل کرچکا ہے جس نے پولیس کے ڈر سے اپنی گاڑی چھت پر چڑھا دی تھی، بتایا گیا ہے کہ موصوف ایک رات اپنے دوستوں کے ساتھ بے احتیاطی سے ڈرائیونگ کررہے تھے، ان کی اس ڈرائیونگ کی بعض افراد نے اپنے موبائل فونز کے ذریعے ویڈیو بنالی اور اسے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کردیا، کویت کی وزارت داخلہ کے ماتحت کام کرنے والا ٹریفک کے امور کا ادارہ غلط ڈرائیونگ کرنے والے افراد کی گاڑیوں کو بغیر وارننگ یا جرمانے کے ضبط کرلیتا ہے اس لئے جیسے ہی یہ ویڈیو مشہور ہوئی اس نوجوان نے کرین منگوا کر اپنی گاڑی گھر کی چھت پر چڑھا کر چھپا دی۔

(روزنامہ دنیا 6/اگست 2013ء)

مہم جوئی کا شوق مہنگا پڑ گیا

امریکہ میں ایک مہم جو کو مہم جوئی کا شوق انتہائی مہنگا پڑ گیا، ڈیو مارشل نامی ایک مہم جو نے سمندر میں شارک مچھلی کا بوسہ لینے کی کوشش کی تھی ،اس نسل کی مچھلی عام طور پر خطرناک نہیں ہوتی لیکن اسے شاید ڈیو کا بوسہ لینا اتنا ناگوار گزرا کہ اس نے ڈیو کے ہونٹوں کو ہی چبا ڈالا ، یہ منظر ایک کیمرے کے ذریعے فلمبند بھی کیا جارہا تھا جس میں مچھلی نے اپنے 5 سو دانت ڈیو کے ہونٹوں کے آر پار کر دیئے ، اس ناکام مہم جوئی کے بعد ڈیو کے ہونٹوں پر 280 ٹانکے لگے۔

(روزنامہ دنیا 12/اگست 2013ء)

وٹامن بی فالج سے بچاؤ میں مددگار

وٹامنز انسانی خوراک کا اہم حصہ ہیں اور ان کا استعمال صحت مند زندگی کیلئے انتہائی ضروری ہے کیونکہ ان کی مطلوبہ مقدار میں کمی کے سبب انسان مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ چین میں ہونے والی ایک طبی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ وٹامن بی کا مسلسل استعمال فالج سے بچاؤ میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے، تحقیق میں 55 ہزار افراد کا مشاہدہ کیا گیا جس سے یہ بات سامنے آئی کہ وٹامن بی والی اشیاء کے استعمال سے فالج جیسی خطرناک بیماری سے محفوظ رہا جا سکتا ہے اور اس بیماری کے لاحق ہونے کا خطرہ 7 فیصد تک کم ہو جاتا ہے۔

(روزنامہ دنیا 23 ستمبر 2013ء)

☆............☆............☆

ربوہ میں طلوع وغروب 17۔جنوری

طلوع فجر	5:43
طلوع آفتاب	7:06
زوال آفتاب	12:18
غروب آفتاب	5:31

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

17 جنوری 2014ء

6:20 am	حضور انور کا سیکنڈے نیوین ممالک کا دورہ
8:30 am	ترجمۃ القرآن کلاس
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	حضور انور کا سیکنڈے نیوین ممالک کا دورہ
1:20 pm	راہ ہدیٰ
4:00 pm	دینی وفقہی مسائل
6:00 pm	خطبہ جمعہ Live
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 2014ء
11:25 pm	حضور انور کا دورہ سیکنڈے نیویا

جائیداد برائے فروخت
1۔مکان رقبہ ایک کنال تعمیر شدہ 3/14 دارالعلوم غربی حلقہ ثناء
2۔کمرشل بلڈنگ رقبہ دس مرلہ واقع گولبازار 11/14
3۔ایک پلاٹ رقبہ ایک کنال دارالعلوم جنوبی 8/10
رابطہ کے لئے: 001-403-852-0590
0336-7064942

زکریا سٹیل
لاہور
ڈیلر۔
ایم۔ایس۔سی۔آر۔سی۔جی پی
ای۔جی اور کلر شیٹ
0300-4005515
0301-8465533
Tel: 042-37650510, 37658876, 27658938,37667414

FR-10

نعمانی سیرپ
تیزابیت۔خرابی ہاضمہ اور معدہ کی جلن کیلئے اکسیر ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PH:047-6212434

اٹھوال فیبرکس
نئے سال کی آمد پر تمام گرم ورائٹی پر 25% سیل
اُف ایک بار پھر سیل سیل سیل
پروپرائٹر: اعجاز احمد طاہر اٹھوال 0333-3354914
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

خواتین اور بچیوں کے مخصوص امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

مکان کرایہ کے لئے خالی ہے۔
دارالصدر غربی لطیف ربوہ
0335-4780435

جینٹس لیڈیز اور چلڈرن۔جدید اور معیاری ورائٹی کے لئے
سروس شوز پوائنٹ
اقصیٰ روڈ ربوہ 047-6212762
/servisshoespointrabwah

DUSK
The Chinese Cuisine
Order for Chinese Food
Takeaway & Home Delivery
Just Call (Tariq)0323-5753875
0300-4024160, Rabwah